نبی مکرم ﷺ حضرت ابوطالب - کی کفالت میں

آفتاب حسین جوادی ☆

تمام روئے زمین کے قبائل وشعوب میں سے قریش کو ہر لحاظ سے امتیازی حیثیت حاصل ہے اور پھر قریش سے خاندان بنوہاشم باعتبار نسب تمام اہل عالم سے افضل واعلیٰ ہے جو ملت ابراہیم - کا امین چلا آرہا تھا نیز خانہ کعبہ کی تولیت کے شرف کے باعث ایک عظمت کا حامل بھی تھا اور بنوہاشم کی فضیلت کا راز نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی سے وابستہ ہے چنانچہ اس سلسلہ میں کتب احادیث میں بکثرت روایات پائی جاتی ہیں نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھ سے بیان کیا۔

''قلّبت الارض مشارقها ومغاربها فلم اجد احداً افضل من محمد صلی الله علیه وآله وسلم وقلبت الارض ومشارقها ومغاربها فلم اجد بنی اب افضل من بنی هاشم''

''میں نے زمین کے مشارق مغرب کو الٹا پلٹا کیا ہے مگر کسی شخص کو حضرت محمد ﷺ سے افضل نہیں پایا اور میں نے مشارق ومغرب کی گردش کی لیکن کسی باپ کے بیٹوں کو بنی ہاشم سے افضل نہ پایا''

اللہ تعالیٰ نے اسی معزز ترین خاندان میں سے بنی مکرم حضرت محمد ﷺ کو منتخب کیا ہے جو بشارت حضرت موسیٰ - کا مدعا اور نوید حضرت عیسیٰ - کا مقتضا، وحدت کا معلم اور نبوت کا خاتم بن کر تشریف لائے۔ جب کہ سایہ پدری بھی اُٹھ چکا تھا آپ کے دادا حضرت عبدالمطلبؑ اس نور علیٰ نور کو اٹھا کر خانہ کعبہ میں لے گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے اور اس کی عطا پر شکر ادا کرتے، کافی دیر کھڑے رہے آپؐ جب چھ برس کے ہوئے تو والدہ محترمہ بھی انتقال فرما گئیں، آپؐ اپنے دادا جان کے ساتھ رہے جو سردار بنی ہاشم تھے جن کے لیے کعبۃ اللہ کے زیر سایہ فرش بچھایا جاتا اور ان کے فرزندان اس کے اطراف میں بیٹھتے، اپنے والد بزرگوار کی عظمت کے پیش نظر فرش پر کوئی نہ بیٹھتا تھا، لیکن حضور

☆محقق، مؤلف، اُستاذ جامعۃ الکوثر، اسلام آباد

نبی کریم ﷺ جب تشریف لاتے تو وہ اپنے داداجان کے ساتھ فرش پر بیٹھ جاتے ،آپ کو ہٹانے کے لیے جب کوئی شخص پکڑتا تو حضرت عبدالمطلب -فرماتے کہ ایسی جسارت مت کرو، خدا کی قسم یہ تو بڑی شان والا ہے اور پھر آپ کی پشت مبارک پر ہاتھ پھیرتے رہتے ،حضرت عبدالمطلب - کے موحد ہونے کی ایک زبردست دلیل یہ ہے کہ جب ابرہہ نے ہاتھیوں کا لشکر لے کر خانہ کعبہ پر چڑھائی کی تو اس کے لشکری حضرت عبدالمطلب - کے اونٹ پکڑ کر لے گئے -حضرت عبدالمطلب -کو جب یہ اطلاع دی گئی تو آپ اپنے اونٹ واپس کرانے کے لیے ابرہہ کے خیمے کی طرف روانہ ہوئے ،ابرہہ نے دور سے دیکھا کہ قریش کے سب سے معزز خاندان بنو ہاشم کے سردار جو خانہ کعبہ کے کلید بردار بھی ہیں، آرہے ہیں اور وہ یقیناً خانہ کعبہ سے محاصرہ اٹھانے کا مطالبہ کریں گے،لیکن معاملہ اس کے برعکس ہوا کہ عبدالمطلب نے جب اپنے اونٹ واپس لینے کا مطالبہ کیا تو ابرہہ حیران ہو کر بولا:

''اے سردار بنو ہاشم آپ اپنے اونٹوں کی واپسی کا مطالبہ تو لے کر آ گئے مگر خانہ کعبہ کے متعلق کوئی بات ہی نہیں کی''

حضرت عبدالمطلب - نے فرمایا کہ اونٹ میرے ہیں،جس کے لیے میں آیا ہوں،خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ کا ہے میرا نہیں۔

حضرت عبدالمطلب -کا یہ جواب آپ کے ایمان بالتوحید پر واضح دلیل ہے جس پر سورہ فیل شاہد ہے کہ ہاتھیوں کے اس لشکر کو اللہ تعالیٰ نے ابابیلوں سے کنکریاں مروا کر تباہ کیا اور یہ اس طبقے کے لیے بھی دعوت فکر ہے جو حضور ﷺ کے آباء واجداد کے ایمان کا قائل نہیں ،حضور نبی کریم ﷺ نے ابھی آٹھویں سال میں ہی قدم رکھا تھا کہ حضرت عبدالمطلبؑ رحلت فرما گئے اور وقت آخر اپنے فرزندوں میں سے حضرت محمد ﷺ کو حضرت ابو طالب - کی کفالت میں دے دیا چنانچہ اس سلسلہ میں علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکہ لکھتے ہیں:

''فان ابا طالب رباه صغیراً و آواه کبیراً ونصره وقره وذب عنه ومدحه بقصائد غرر رضی باتباعه''[1]

''بے شک حضرت ابو طالب - نے نبی کریم ﷺ کی بچپن میں پرورش کی اور آپ کو بڑی عمر میں ٹھکانا دیا اور آپ کو عزت ووقار دیا، آپ سے دشمنوں کی تکالیف کو دور کیا اور بہت سے شاندار قصیدوں میں آپ کی تعریف فرمائی اور آپ کے متبعین کی بھی عزت کی اور سے راضی رہے''

اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی نے ''الاصابہ فی تمیز الصحابہ'' میں حضرت ابوطالب کے تذکرہ میں واشگاف الفاظ میں لکھا

''ولما مات عبد المطالب اوصی محمد ﷺ فکفله واحسن تربیته وسافر به صحبته الی الشام وهو شاب ولما بعث قام فی نصرته وذب عنه من عاداه مدحه عدته مداح منهما قوله استسقی اهل مکه فتسقوا وابیض یستقی الغمام بوجهه ثمال الیتامیٰ عصمته للارامل ومنها قوله من قصیدة وشق له من اسمه لیجعله فذو العرش محمود هذا محمد''

''جب حضرت عبدالمطلب ۔ کا وقت انتقال آیا تو انہوں نے حضرت ابوطالب۔ کو محمدؐ کے لیے وصیت فرمائی، حضرت ابوطالب۔ نے آپ کی کفالت فرمائی اور بہترین تربیت کی اور شام کے سفر کو تشریف لے گئے تو آپ کو اپنے ساتھ رکھا، یہاں تک کہ آپ جوان ہو گئے اور پھر جب آپ نے اعلان نبوت فرمایا تو ابوطالب۔ آپ کی نصرت وحمایت پر کمر بستہ ہو گئے اور آپ کی مدح وتعریف میں کئی قصائد انشاء فرمائے ان کا ایک شعر یہ ہے، جس میں نبی کریم ﷺ کے صدقہ سے اہل مکہ کو بارش نصیب ہوئی، اور وہ گورے رنگ والے جن کے چہرہ انور کے صدقہ سے بارش طلب کی جاتی ہے جو یتیموں کی جائے پناہ اور بیواؤں کے نگہبان ہیں، اور آپ کے قصیدے کا ایک شعر یہ ہے

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کا اسم گرامی اپنے اسم گرامی سے مشتق فرمایا پس وہ عرش پر محمود ہے اور یہ محمد ہیں (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)[۲]

یہی بات علامہ سید الناس متوفی ۳۴ ۷ھ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر''، جلد اول، ص ۹۷ مطبوعہ بیروت'' میں لکھی ہے کہ جب آپ کی والدہ محترمہ کا وصال ہوا تو آپ کے دادا جان حضرت عبدالمطلب ۔ آپ کے کفیل ہوئے، جب آپ آٹھ برس دو ماہ دس دن کے ہوئے تو آپ کے دادا جان انتقال فرما گئے پھر آپ کے چچا جان حضرت ابوطالب نے آپ کی کفالت فرمائی۔

مشہور مفسر علامہ شیخ محمد شربینی الخطیب اپنی تفسیر میں سورہ والضحیٰ کی آیت مبارکہ ''اَلَمْ یجوک یتیماً فاوٰی'' کے ذیل میں رقم طراز ہیں:

''ای بان ضمک الی عمک ابی طالب فاحسن تربیتک''

''یعنی نبی کریم ﷺ کو حضرت ابوطالبؑ کی آغوش میں دے دیا تو انہوں نے آپ کی بہت اچھے طریقے سے تربیت فرمائی''[۳]

علامہ فخر الدین الرازی مذکورہ بالا آیت مجیدہ، کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں:

''وکان عبد المطلب یوصی اباطالب به لان عبدالله و ابا طالب کان من ام واحده فکان ابو طالب هو الذی یکفل رسول اللّٰہ صلی الله علیه وسلم''

''حضرت عبدالمطلب نے جناب ابوطالب کو رسول ﷺ کی کفالت کی وصیت فرمائی تھی کیونکہ حضرت ابوطالب ۔ اور حضرت عبداللہ ۔ (والد پیغمبر ﷺ) دونوں ایک ہی ماں کے بطن اطہر سے پیدا ہوئے تھے اور حضرت ابوطالب۔ وہ ہیں جنہوں نے پیغمبر اسلام ﷺ کی کفالت فرمائی تھی''[۴]

حبر الامت حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

''یتیماً بلا أ ب و لاام فاوی فاواک الی عمک ابی طالب''

''بغیر ماں باپ کے فاویٰ، آپ کو ان کے عم محترم ابوطالب کی آغوش عطا فرما دی''[۵]

حافظ ابن کثیر الدمشقی لکھتے ہیں:

''وله العمر ثمان سنين فكفله عمه ابو طالب ثم لم يزل يحوطه وينصره والا حوى ويرفع من قدره ويوقره ويكف عنه اذى قومه''

''آپؐ کی عمر مبارک اس وقت آٹھ برس تھی جب آپؐ کے عم محترم ابو طالب نے ان کی کفالت فرمائی حضرت ابو طالبؑ ہمیشہ نبی مکرم ﷺ کا احاطہ کیے رہے اور آپ کی نصرت وحمایت کرتے رہے اور آپ کو ہر اس چیز سے بچاتے رہے جو آپ کی عزت و توقیر پر حرف لانے والی ہو اور ہر حال میں ان (کفار مکہ) کی اذیتوں سے آپ کو بچاتے رہے۔[۶]

عظیم مفسر علامہ نظام الدین حسن نیشاپوری اپنی تفسیر غرائب القرآن بھامش تفسیر ابن جریر پ۳۰ ص۱۰۹ مطبعۃ بولاق مصر ۱۳۲۹ھ میں مندرجہ بالا آیت مبارکہ کے ذیل میں یوں صراحت کرتے ہیں۔

''فكفل ابو طالب رسول الله ﷺ الى ان اتبعته اللّٰه للرسالة فقام بنصرته مدت مديدة وعطفه الله عليه فاحسن تربيته''

''حضرت ابو طالب- نے رسول ﷺ کی کفالت فرمائی حتی کہ آپ کی بعثت کا وقت قریب آ گیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصب رسالت پر متمکن فرمادیا، اس طویل عرصے میں حضرت ابو طالب- آپ کی نصرت کرتے رہے اور ان کی زیر کفالت اللہ تعالیٰ اپنے (رسولؐ) کی بہترین تربیت فرماتا رہا''

علامہ جمال الدین یوسف ابن المبرد متوفی ۹۰۹ھ، نے اپنی بیش بہا تصنیف ''الشجرۃ النبویہ فی نسب خیر البریہ، ص۱۱۷،۱۲۲،۱۸۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۶ھ میں بالتصریح تحریر کیا ہے کہ حضرت عبدالمطلبؑ نے وصیت کی تھی کہ محمد ﷺ کی کفالت حضرت ابو طالبؑ کریں اور انہوں نے ہی آپؐ کی کفالت و پرورش کی ہے۔

بعینہا یہی صراحت بہت سی مستند کتب میں دیکھی جاسکتی ہے چند ایک کے نام یہ ہیں،

(۱) شرف المصطفیٰ للحافظ عبدالملک بن ابی عثمان الخرکوشی النیشاپوری التوفی ۴۰۶ھ جلد اول ۳۸۹ تا ص ۳۹۱ طبع دار البشائر الاسلامیہ مکہ المکرمہ الطبعۃ الاولی ۱۴۲۴ھ

(۲) (لباب التاویل للخازن، ج۷، ص۲۱۶ مطبعۃ التقدم مصر، ۱۳۳۲ھ)

(۳) (تفسیر معالم التنزیل للبغوی، ج۴، ص۲۳۹، مطبع فتح الکریم بمبئی، ۱۳۰۹ھ)

(۴) تفسیر صاوی علی الجلالین للشیخ احمد الصاوی المالکی، ج۴، ص۲۷۸ طبع دار احیاء الکتب العربیہ مصر

(۵) تفسیر فتوحات الالھیہ بتوضیح تفسیر الجلالین المعروف بہ جمل، ج۴، ص۶۴۴، طبع اکمل المطابع دہلی، ۱۲۸۵ھ

(۶) تفسیر جلالین مع صاوی، ج۴، ص۲۷۸

نیز شاہ عبدالعزیز دہلوی نے تفسیر عزیزی پارہ نمبر ۳۰، ص۲۱۹، ۲۲۰ مطبع محمدی لاہور، ۱۳۰۰ھ میں بھی بالتصریح ذکر

کیا ہے بلاشبہ حضرت ابوطالب- نے اپنے والد بزرگوار کی وصیت کے مطابق سرورِ کائنات ﷺ کو اپنی آغوش تربیت میں لیا اور نہایت حسن وخوبی سے وہ تمام فرائض جو ایک مربی کے لیے ضروری ہیں انجام دیئے جس کا اعتراف ہر عہد کے مورخ نے کیا ہے چنانچہ مشہور مورخ محمد بن سعد بصری متوفی ۲۳۰ھ نے واشگاف الفاظ میں تحریر کیا ہے۔

''کان یحبہ حباً شدیداً لا یحبہ ولدہ وکان لا ینام الا الی جنبہ ویخرج فیخرج معہ و صب بہ ابو طالب صبابیۃ لم یصبّ مثلھا بشیء قط وکان یخصہ بالطعام''

''حضرت ابوطالب- حضور نبی کریم ﷺ سے بے پناہ محبت کرتے اور اپنی اولاد سے زیادہ آپؐ کو چاہتے تھے آپ ہی کے پہلو مبارک میں سوتے، جب حضرت ابوطالب- کہیں باہر جاتے تو نبی کریم ﷺ کو اپنے ساتھ لے جاتے اور دنیا جہان کی ہر چیز سے زیادہ آپؐ پر فریفتہ وگرویدہ تھے''۔ے

حضرت ابوطالب -آپؐ سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ آپ کو دیکھتے ہی ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے کیونکہ انہیں مسلسل یہ خطرہ رہتا تھا کہ کہیں کوئی دشمن رسول اللہ ﷺ کو رات کے وقت سوتے ہوئے قتل نہ کردے۔لہذا حضرت ابوطالب۔ کا یہی وطیرہ رہا کہ رات کا کچھ حصہ گزر جانے کے بعد وہ نبی کریم ﷺ کو ان کے بستر سے اٹھا کر کہیں اور سلا دیتے تھے اور اس جگہ اپنے بیٹے حضرت علی -کو سلا دیا کرتے تھے ایک روز ایسے موقع پر حضرت علی -نے کہا بابا جان! کیا میں یہاں قتل کر دیا جاؤں گا۔حضرت ابوطالب -اپنے بیٹے کے اس سوال سے نہایت متاثر ہوئے اور فرمایا بیٹا علی -!! ہم نے تمہیں اس شدید ابتلا کے زمانے میں رسول اللہ ﷺ کا فدیہ بنا دیا ہے۔

حضرت ابوطالب- تاجرانہ حیثیت سے ایک قافلے کے ساتھ شام کی جانب روانہ ہونے لگے تو حضور ﷺ کو اپنے ساتھ ہی ہمسفر رکھا ان کی جدائی گوارا نہ کی، دوران سفر کے معجزات، ابر کے ٹکڑے کا سایہ فگن ہونا، درخت کی ڈالیوں کا آپ پر جھکنا تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں عام ملتا ہے نصرانی راہب کا لات وعزی کی قسم دے کر حضور ﷺ سے یہ کہنا کہ جو بات میں پوچھوں بتائے جائیں اور آپ کا یہ جواب دینا کہ

''لا تسالنی بالات والعزی شیًا فو اللہ ما ابغضت شیًا قط بغضھما''

''لات وعزی کی قسم دے کر مجھ سے کوئی بات نہ پوچھ، خدا کی قسم مجھے ان دونوں سے جتنا بغض ہے اور کسی چیز سے کبھی نہیں رہا''

آپؐ کا یہ جواب سن کر وہ ششدر ہو کر رہ گیا پھر اس نے آپ کی پشت مبارک دیکھی دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت کا نشان اس مقام پر موجود تھا، جہاں نصرانی راہب کی کتاب میں اُس کا تذکرہ مرقوم تھا، نصرانی نے حضرت ابوطالب- سے دریافت کیا، اس لڑکے کا آپ سے کا رشتہ ہے؟ انہوں نے فرمایا میرا بیٹا ہے راہب نے کہا یہ آپ کا بیٹا نہیں ہوسکتا اس لڑکے کا باپ زندہ نہ ہونا چاہیے، حضرت ابوطالب- نے فرمایا کہ یہ میرے بھائی کا

بیٹا ہے نصرانی راہب نے کہا پھر اس کا باپ کہاں ہے۔آپ نے جواب دیا کہ اُن کا انتقال ہو چکا ہے تب راہب نے کہا آپ نے سچ کہا اپنے اس بھتیجے کو لے کر اپنے شہر کو واپس جاؤ اور یہود سے اس کی حفاظت کرو، اگر انہوں نے دیکھ لیا اور وہ سب کچھ جان لیا جو میں نے سمجھ لیا ہے تو وہ اسے ضرور نقصان پہنچائیں گے۔

حضرت ابوطالب-تجارت سے فارغ ہوتے ہی جلد مکہ چلے آئے۔حضور ﷺ اب عالم شباب کے میدان میں قدم رکھ رہے تھے۔زندگی کا یہ وہ دور ہوتا ہے جس سے شخصیت کے متعلق اندازہ کیا جاتا ہے۔نبی مکرم ﷺ کے معاملات پر کسی فرد کو بھی انگشت نمائی کا موقعہ نہ ملا بلکہ ہر ایک نے صادق اور امین کہہ کر پکارا۔

حضرت خدیجہ ×حسب ونسب میں اعلیٰ ترین قریش تھیں، مال ودولت کے لحاظ سے بھی ان کا کوئی ہمسر نہ تھا متمول اور خوشحال قبائل کے افراد آپ سے نکاح کرنے کے خواہش مند تھے مگر آپ نے ہر کسی کی خواہش کو ٹھکرایا اور اپنی خاص سہیلی نفیسہ کی وساطت سے حضرت سرور کائنات ﷺ کی خدمت میں اپنے ارادے کا اظہار کیا، آپ نے اپنے چچا حضرت ابوطالب -سے اس کا ذکر فرمایا تو آپ نے اسے منظور کیا چنانچہ نکاح کی تاریخ مقرر ہوگئی اور وقت مقررہ پر حضرت ابوطالب-اور تمام روساء خاندان جن میں حضرت حمزہؓ بھی تھے۔حضرت خدیجہ ×کے ہاں تشریف لائے حضرت ابوطالب-نے خطبہ نکاح پڑھا، خطبہ کی ابتداء ان الفاظ سے ہوتی ہے:

''الحمد لله الذى جعلنا من ذرية ابراهيم وزرع اسماعيل وضئضئ معدٍّ وعنصر مضرٍ وجعلنا حضنة بيته ....الخ''

''تمام تعریف اس خدائے بزرگ وبرتر کے لیے سزوار ہے جس نے ہمیں ذریت ابراہیم -اور اولاد اسماعیل -ونسل معد اور صلب مضر سے پیدا کیا اور ہم کو اپنے بیت (کعبہ) کا محافظ اور اپنے حرم محترم کا نگہبان مقرر فرمایا، ہمارے لیے ایک ایسا گھر قرار دیا جس کا خلق خداحج کرتی ہے اور ایسی متبرک زمین عطا کی جہاں اللہ تعالیٰ کی مخلوق امن پاتی ہے ماسوا اس کے اللہ تعالیٰ نے ہم کو لوگوں پر حاکم بنایا۔۔''

امابعد میرا یہ بھتیجا محمد بن عبداللہ جن کا اگر کسی شخص سے مقابلہ اور موازنہ کیا جائے تو از روئے فضل وکمال اور باعتبار شرافت ودیانت یہی گرامی تر نکلے گا۔یہ مالدار اور دولت مندی میں اگر چہ کم ہے مگر مال ایک ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہے اور متغیر ومبدل ہوجانے والا حال ہے۔محمد ﷺ وہ شخص ہے جس کی قرابت جو کچھ مجھ سے ہے آپ لوگ اس کو خوب جانتے ہیں اس نے خدیجہ بنت خویلد سے تزویج کا ارادہ کیا ہے۔اور اس طرح میں نے اپنے مال سے (خدیجہؓ) کے مہر موجل (رقم مقررہ) اور صداق موجل (رقم، مہر جو بروقت ادا کیا جائے) ادا کر دیا، میں خدا کی قسم سے کہتا ہوں کہ محمد ﷺ وہ شخص ہے جس کے لیے کوئی خبر عظیم اور اعلیٰ ترین منصب نصیب ہونے والا ہے۔[8]

محترم قارئین!

حضرت ابوطالب-کے اس خطبے کو باربار پڑھیے اور ایک ایک جُملہ پر غور فرمایئے کہ آپ کا ایمان بالتوحید والرسالت کس طرح ظاہر ہورہا ہے اور اپنے آباء واجداد کے ایمان پر بھی کس انداز سے فخر ومباہات فرما رہے ہیں اور

اپنے مال سے حق مہر کی ادائیگی کررہے ہیں سچ ہے کہ حضرت عبدالمطلبؑ کو یقین کامل تھا کہ میرا یہ بیٹا ابوطالب موحد ہے اسی لیے دنیا سے رخصت ہوتے وقت حضور ﷺ کو کسی اور بیٹے کی نگرانی میں نہ دیا۔ آقائے نامدار علیہ الصلوۃ والسلام پر نزول وحیٔ اِقْرَا بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ' کی آیت مبارکہ سے ہوا تو اس کا ذکر حضور ﷺ نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت خدیجۃؓ الکبری سے فرمایا۔ حضرت علی المرتضیٰ - بھی اس وقت آپ کے پاس ہی رہتے تھے، آپ نے اپنے اخبار الٰہی ہونے کا جب قریش پر انکشاف کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے نبی ہوں تو اعلان نبوت پر قریش میں چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں جو کوئی ایک دوسرے سے ملتا ہے یہی کہتا ہوا نظر آتا کہ کچھ سنا ابوطالب - کا بھتیجا محمد بن عبداللہ نے نبوت کا دعویٰ کردیا ہے یہ خبر پورے مکہ اور اس کے گردونواح کی آبادیوں میں پھیل گئی ہر طرف سے تعجب کا اظہار ہونے لگا کہ محمد ﷺ ہمارے معبودوں کو برا کہتا ہے اور وہ اس امر کی تلقین کرتا ہے کہ کہو لا الہ الا اللہ ' اعلان نبوت کے بعد حضرت ابوطالبؑ نے جب دیکھا کہ قریش، حضور نبی کریم ﷺ کی مخالفت پر تُل گئے ہیں تو آپ نے قریش پر جس جذبہ اور جس شجاعانہ انداز سے اپنے خاندان کی عظمت ایمان بالتوحید اور رسول اللہ ﷺ کی حفاظت و نصرت کے لیے جان کی قربانی تک کی پرواہ نہ کرنے کا عرب کے ملکی رواج کے مطابق اشعار میں چیلنج فرمایا۔ تقریباً ایک سو اشعار پر مشتمل یہ قصیدہ سیرۃ ابن ہشام اردو کے صفحہ ۲۵۶ تا ۲۶۸ پر ''ابوطالبؑ کا مشہور قصیدہ'' کے عنوان سے موجود ہے۔ اسے قصیدہ اس لیے کہا گیا کہ اس میں اپنے خاندان کی عظمت و برتری کے ساتھ سرور کائنات ﷺ کے فضائل و محاسن بھی شامل ہیں۔ حضرت ابوطالب - کی نبی کریم ﷺ کی حفاظت و نصرت اور حمایت و تائید اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے۔ لہذا حضرت ابوطالبؑ اعلان نبوت سے ہی آپؐ کے اس مقدس مشن میں برابر کے شریک تھے۔

☆☆☆☆☆

''تمام تعریف اس خدائے بزرگ و برتر کے لیے سزاوار ہے جس نے ہمیں ذریت ابراہیمؑ اور اولاد اسماعیل - و نسل معد اور صلب مضر سے پیدا کیا اور ہم کو اپنے بیت (کعبہ) کا محافظ اور اپنے حرم محترم کا نگہبان مقرر فرمایا، ہمارے لیے ایک ایسا گھر قرار دیا جس کا خلق خدا حج کرتی ہے اور ایسی متبرک زمین عطا کی جہاں اللہ تعالیٰ کی مخلوق امن پاتی ہے ماسوا اس کے اللہ تعالیٰ نے ہم کو لوگوں پر حاکم بنایا۔۔۔''

حوالہ جات

۱۔ اسنی المطالب فی نجاۃ ابی طالب ص ۱۹، مطبعہ محمد آفندی مصر، ۱۳۰۵ھ

۲۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ ج ۴، ص ۱۱۵، مطبعۃ السعادہ مصر، ۱۳۲۸ھ الطبعۃ الاولیٰ

۳۔ تفسیر سراج المنیر ج ۴، ص ۵۵۰ تا ۵۵۲ مطبوعہ نولکشور لکنھو، ۱۲۹۳ھ

۴۔ تفسیر کبیر ج ۸، ص ۶۰۰ مطبوعی قسطنطینیہ، ۱۳۰۸ھ

۵۔ تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباسؓ ص ۴۵۲ مطبعۃ المشہد الحسینی قاہرہ، ۱۳۹۰ھ

۶۔ تفسیر ابن کثیر بھامش فتح البیان ج ۵، ص ۲۴۶ مطبعہ بولاق الطبعۃ الاولیٰ مصر، ۱۳۰۱ھ

۷۔ طبقات ابن سعد جلد اول ص ۷۵ تحت ''ذکر ابی طالب وضمہ رسول اللہ ﷺ، طبع لیدن، ۱۳۲۲ھ

۸۔ المواھب اللدنیہ مع شرح الزرقانی جلد ا ص ۲۰۱، المطبعۃ الازھریہ مصر، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۲۵ھ،

سبل الھدیٰ والرشاد للشامی جلد ۲، ص ۱۶۵ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۶۸ھ،

شرف المصطفیٰ للحافظ خرکوشی النیشاپوری المتوفیٰ ۴۰۶ھ، جلد اول، ص ۴۱۳ طبع، دار البسائر الاسلامیہ مکہ المکرمہ ۱۴۲۴ھ

سیرت الحلبیہ جلد ا، ص ۲۲۶، مطبعۃ المصطفیٰ، مصر ۱۳۸۴ھ

☆☆☆☆☆